112032 ـ خاوند ملازمت پر مجبور كرتا اور دوسرى شادى كرنا چاہتا ہے كيا طلاق طلب كر لے ؟

سوال

ميرے خالو نے ميرى خالہ سے دوسرى شادى كرنے كى اجازت مانگى اور انہيں بتايا كہ عنقريب ان كى رخصتى ہے، مشكل يہ ہے كہ ميرى خالہ جان پچھلے چند برسوں بيمارى كى بنا پر ملازمت نہيں كر سكتى تھيں، ليكن پھر بھى ميرے خالو نے انہيں صفائى وغيرہ كا كام كرنے پر مجبور كيا، اور خالو جان خود بھى ملازمت كرتے ہيں، ليكن خالہ كى سارى تنخواہ بھى خود لے كر خالہ كو بہت تھوڑى رقم ديتے.
اور اس كے ساتھ ساتھ خالہ كو كہا كہ وہ گھر كا كرايہ اور دوسرے اخراجات ادا نہيں كريں گے، خالہ كو زيادہ كام كرنا چاہيے تا كہ وہ يہ سارے اخراجات برداشت كرے، ملازمت كى بنا پر خالہ جان اور زيادہ بيمار ہو گئيں، ميرى خالہ ہى سارے اخراجات برداشت كرتى ہيں، اور خالو كا دعوى ہے كہ اس كے پاس كوئى پيسے نہيں، حالانكہ واقع يہ ہے كہ وہ سارے پيسے دوسرى بيوى اور اس كى رخصتى پر خرچ كر رہے ہيں.
ہمارى خالہ يا پھوپھى نے ہميں بتايا ہے كہ وہ اپنے خاوند سے بھاگ كر ہمارے گھر ميں آ كر رہے گى، يہ پہلى بار نہيں كہ وہ دوسرى شادى كر رہا ہے اور ہمارى خالہ كو پوچھتا بھى نہيں، ليكن ميرى خالہ كہتى ہے كہ وہ اپنے خاوند كو آخرى موقع دينا چاہتى ہے.
كيا ہمارے ليے حرام ہے كہ ہم خالہ كو اپنے پاس ركھ كر انہيں طلاق لينے پر ابھاريں، ہميں اپنى خالہ كى صحت كى خرابى كا خطرہ ہے وہ بيمار ہيں كيا انہيں طلاق كا حق حاصل نہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اللہ سبحانہ و تعالى نے خاوند پر واجب كيا ہے كہ وہ اپنى بيوى كو رہائش فراہم كرے اور اسے لباس بھى فراہم كرے اور اس پر خرچ كرے، اللہ سبحانہ و تعالى نے يہ سب بيوى كے حقوق بنائے ہيں.

اللہ تعالى كا فرمان ہے:

انہيں وہيں رہائش دو جہاں تم خود رہتے ہو اپنى استطاعت كے مطابق الطلاق (6).

ابن حزم رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" خاوند پر لازم ہے كہ وہ اپنی استطاعت اور قدرت كے مطابق بيوى كو رہائش فراہم كرے؛ كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

جہاں تم خود رہتے ہو اپنی قدرت كے مطابق انہيں وہيں ركھو الطلاق (6).

ديكھيں: محلى ابن حزم (9 / 253).

اور ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" عورت كے ليے رہائش دينا واجب ہے كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

انہيں رہائش دو جہاں تم خود رہتے ہو اپنی استطاعت و قدرت كے مطابق .

اس ليے جب طلاق يافتہ عورت كے ليے رہائش دينا واجب ہے تو پھر جو عورت نكاح ميں ہو اسے بدرجہ اولى رہائش مہيا كرنا واجب ہوگى.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور ان (بيويوں) سے حسن معاشرت اختيار كرو .

اور معروف يعنى اچھے طريقہ سے بود و باش ميں يہ بھى شامل ہے كہ بيوى كو رہائش اور مكان مہيا كيا جائے، اور اس ليے بھى كہ رہائش كے بغير وہ دوسروں كى آنكھوں سے نہيں چھپ سكتى اس ليے رہائش اور مكان مہيا كرنا واجب ہے، اور تصرف اور استمتاع اور سامان كى حفاظت كے ليے بھى رہائش و مكان كى ضرورت ہے "

ديكھيں: المغنى (9 / 237).

معاويہ بن حيدہ رضى اللہ تعالى عنہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے بيان كرتے ہيں كہ ايك شخص نے دريافت كيا:

عورت كے اپنے خاوند پر كيا حقوق ہيں ؟

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جب تم كھاؤ تو اسے بھى كھلاؤ، اور جب تم خود پہنو تو اسے بھى پہناؤ، اور چہرے پر مت مارو، اور نہ ہى اسے قبيح كہو، اور گھر كے علاوہ اس كے ساتھ كہيں بائيكاٹ نہ كرو "

سنن ابو داود حديث نمبر (2142) سنن ابن ماجہ حديث نمبر (1850) علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح الترغيب

حديث نمبر (1929) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

خطابی رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اس حديث ميں بيوى كے ليے نان و نفقہ اور لباس كا وجوب پايا جاتا ہے، اور اس ميں كوئى معلوم حد نہيں، بلكہ يہ عرف اور عادات كے مطابق ہوگا، اور يہ خاوند كى قدرت و استطاعت كے مطابق ہے.

جب نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اسے عورت كا حق قرار ديا ہے تو پھر يہ خاوند كے ذمہ لازم ہوگا، چاہے خاوند گھر ميں ہو يا پھر مسافر، اور اگر وہ اسے نہيں پاتا تو پھر يہ اس كے ذمہ قرض ہے حتى كہ اس كى ادائيگى كر دے، جس طرح باقى حقوق زوجيت ادا كرنے ہيں اسى طرح يہ بھى ادا كرنا ہوگا "

ديكھيں: معالم السنن على ہامش المنذرى (3 / 67 ـ 68).

جابر رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" عورتوں كے بارہ ميں اللہ كا تقوى اختيار كرو، كيونكہ تم نے انہيں اللہ كى امانت كے ساتھ حاصل كيا ہے، اور ان كى شرمگاہوں كو اللہ كے كلمہ كے ساتھ حلال كيا ہے، اور تمہارے ذمہ اچھے طريقہ سے ان كا كھانا پينا اور لباس ہے "

صحيح مسلم حديث نمبر (1218).

امام نووى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اس حديث ميں بيوى كا نان و نفقہ اور اس كے لباس كا وجوب پايا جاتا ہے، اور يہ اجماع سے ثابت ہے "

ديكھيں: شرح مسلم (8 / 184).

دوم:

ايك سے زائد بيوياں ركھنے والے شخص پر واجب اور ضرورى ہے كہ وہ اللہ سبحانہ و تعالى كا تقوى اور ڈر اختيار كرتے ہوئے بيويوں كے نان و نفقہ اور لباس اور رات بسر كرنے ميں عدل و انصاف سے كام لے، خاوند كے ليے جائز نہيں كہ وہ اپنى بيويوں كے مابين تقسيم ميں ظلم سے كام لے.

شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا و پیروی کرتے ہوئے نان و نفقہ اور لباس میں عدل کرنا بھی سنت ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے نان و نفقہ اور تقسیم میں عدل کیا کرتے تھے، حالانکہ لوگ تقسیم میں اختلاف کرتے ہیں کہ آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ واجب تھی یا پھر مستحب ؟

اور اس میں بھی اختلاف کرتے ہیں کہ آیا نان و نفقہ میں عدل کرنا واجب تھا یا کہ مستحب ؟

اس کا واجب ہونا زیادہ قوی اور کتاب و سنت کے اشبہ ہے "

دیکھیں: مجموع الفتاوی (32 / 269).

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایك سے زائد بیویاں رکھنے والے شخص کو اپنی بیویوں پر ظلم و ستم کرنے سے بچنے کا کہا ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے کسی ایك کی طرف مائل ہو تو روز قیامت آئیگا تو اس کی ایك سائڈ مائل ہوگی "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1141) سنن ابو داود حدیث نمبر (2133) سنن نسائی حدیث نمبر (3942) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1969) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بلوغ المرام (3 / 310) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (7 / 80) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور جس پر مسلمانوں کے علماء ہیں اس پر دلالت کرتا ہے کہ آدمی پر اپنی بیویوں کے مابین دن اور رات کی تعداد تقسیم کرے، اور اس کے ذمہ ہے کہ وہ اس میں عدل و انصاف سے کام لے، اور اس کے لیے اس میں ظلم کرنے کی اجازت نہیں "

دیکھیں: الام (5 / 158).

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے:

" میرے علم میں تو اس کا کوئی مخالف نہیں ہے کہ آدمی اپنی بیویوں کے مابین تقسیم کرے اور اس میں اسے عدل و انصاف کرنا چاہیے "

دیکھیں: الام (5 / 280).

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اگر آدمی كے پاس ایك سے زائد بیویاں ہوں اور وہ آزاد ہوں تو اس پر ان کے مابین تقسیم میں برابری کرنا واجب ہے چاہے وہ مسلمان ہوں یا پھر اہل کتاب سے تعلق رکھتی ہوں... اور اگر وہ تقسیم میں برابری نہیں کرتا تو وہ اللہ سبحانہ و تعالی کی نافرمانی و معصیت کا مرتکب ہوگا، اس بنا پر مظلوم بیوی کے حق میں فیصلہ کیا جائیگا "

دیکھیں: شرح السنۃ (9 / 150 - 151).

سوم:

خاوند کے لیے بیوی کی رضامندی کے بغیر بیوی کی تنخواہ لینا جائز نہیں، شریعت اسلامیہ نے عورت کے لیے مباح کام کی ملازمت کرنا مباح کی ہے۔ لیکن یہ لازم نہیں کیونکہ اس کے اخراجات اور نان و نفقہ تو خاوند کے ذمہ ہیں۔ اور اس مال کی ملکیت بھی عورت کے لیے مباح کی ہے.

اس لیے اگر وہ اس میں سے کچھ اپنے خاوند کو دیتی ہے تو جائز ہے، لیکن اگر خاوند اپنی بیوی کی رضامندی کے بغیر اس کا مال لیتا ہے تو پھر یہ اس پر حرام ہے.

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" آپ کے لیے اپنی عقل و رشد والی بیوی کی تنخواہ اس کی رضامندی سے لینے میں کوئی حرج نہیں، اور اسی طرح ہر وہ چیز جو رضامندی کے ساتھ وہ بطور تعاون آپ کو پیش کرے اسے لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اگر وہ تمہیں اس (مہر) میں سے کچھ دے دیں تو اسے بڑی خوشی سے کھاؤ النساء (4).

چاہے اس کی رسید نہ بھی ہو، لیکن اگر وہ آپ کو اس کی رسید بھی دے دے تو اس میں زیادہ احتیاط ہے، کہ آپ کو یہ خدشہ نہ رہے کہ اس کے گھر والے یا پھر کوئی رشتہ دار طلب نہ کرے، یا پھر وہ خود ہی واپس نہ مانگنے لگے "

دیکھیں: فتاوی المراۃ المسلمۃ (2 / 672 - 673).

چہارم:

جب عورت کو علم ہو کہ بیوی کا نان و نفقہ اور رہائش اور لباس خاوند کے ذمہ ادا کرنا واجب ہے، اور بیوی کو علم

ہو كہ خاوند پر اپنی بیویوں میں عدل و انصاف كرنا واجب ہے اور اسے یہ بھی علم ہو كہ خاوند كے لیے حلال نہیں كہ وہ بیوی كو ملازمت كرنے پر مجبور كرے، اور اس كی تنخواہ خاوند كو دے.

پھر اگر بیوی دیكھے كہ ان سب اشیاء میں یا كسی چیز میں خاوند مخالفت كر رہا ہے تو بیوی كو اختیار حاصل ہے یا تو وہ یہ امید ركھتے ہوئے كہ اس كا خاوند صحیح ہو جائیگا اور اس كی اصلاح ہو جائیگی اس ظلم پر صبر و تحمل سے كام لے.

یا پھر وہ شرعی عدالت كے ذریعہ اپنا حق حاصل كرے اور اگر نہ تو اس كے خاوند كی اصلاح ہو اور نہ ہی شرعی عدالت كے ذریعہ اسے اپنا حق ملے اور وہ خاوند كے ظلم پر صبر بھی نہ كر سكتی ہو تو پھر اسے طلاق طلب كرنے اور اپنا پورا حق لینے كا حق حاصل ہے.

لیكن اگر عورت خاوند كی جانب سے حاصل ہونے والی اذیت و ظلم پر صبر كر كے اپنے گھر كی حفاظت كرتی ہے تو یہ اس كے طلاق لینے سے بہتر اور اچھا ہے، كیونكہ ان دونوں حالتوں میں سے ہر ایك كو خصوصیت حاصل ہے، كہ جس میں كوئی رائے ظاہر كرنے سے قبل اس كو مدنظر ركھنا چاہیے.

اور اس كے لیے یہاں ممكن ہے كہ وہ اپنے خاندان كے عقل و دانش ركھنے والے رشتہ داروں سے اپنے معاملہ میں مشورہ كرے، یا تو اس كی حالت كی اصلاح ہو جائیگی اور اس كی زندگی بہتر گزرنے لگے گی، اور یا پھر وہ اپنے لیے صبر یا طلاق میں سے كوئی ایك اختیار كر لے، كیونكہ طلاق سے اجتناب كا حكم تو اس وقت ہے جب طلاق كا كوئی شرعی سبب نہ ہو.

ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے كہ رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس عورت نے بھی اپنے خاوند سے بغیر كسی سبب سے طلاق طلب كی تو اس پر جنت كی خوشبو حرام ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1187) امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، سنن ابو داود حدیث نمبر (2226) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2055).

واللہ اعلم.